Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)
ISSN: 3006-2225 (Print), 3006-2233 (Online)
Volume 03, Issue 01, January-June 2025.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Raḥīm Yār Khān Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

از حقیقت تا مجاز: حکمتِ متعالیہ و شعر فارسی میں وحدتِ وجود کا بیانیہ

From Reality to Metaphor: The Discourse of Waḥdat al-Wujūd in Mullā Ṣadrā's Transcendent Philosophy and Classical Persian Poetry

Hafiz Abu Bakar Idrees
MPhil, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Dr. Hafiz Mansoor Ahmad
Assistant Professor (Persian), University of Sargodha (UOS), Sargodha, Pakistan.
Email: mansoor.ahmad@uos.edu.pk
Dr. Muhammad Javed Iqbal
Lecturer, Centre for Languages and Translation Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.
Email: dr.javediqbal188@gmail.com

Abstract:
This study explores the conceptual and expressive convergence between Ḥikmat-e Mutaʿāliyah (Transcendent Philosophy) and classical Persian poetry in articulating the doctrine of Waḥdat al-Wujūd (Unity of Being). Rooted in the metaphysical legacy of Ibn ʿArabī, the doctrine underwent profound philosophical refinement in the works of Mullā Ṣadrā, whose dynamic ontology—based on the primacy, gradation, and substantial motion of existence—provided a rigorous intellectual framework for understanding the unity, multiplicity, and manifestation of Being. This research investigates how Mullā Ṣadrā's philosophical exposition resonates with, and in many ways parallels, the poetic metaphors of Rumi, Hafez, Attar, and other Persian masters. Through a comparative hermeneutic approach, the study examines how Persian poetry employs metaphorical structures—such as the lover–beloved, mirror and reflection, ocean and wave, light and shadow—to express experiential aspects of unity that rational discourse alone cannot contain. These metaphors serve not as mere literary embellishments but as epistemic tools that reveal intuitive dimensions of Being, complementing the philosophical precision of Transcendent Theosophy. Conversely, Mullā Ṣadrā's ontology provides a metaphysical foundation that illuminates the philosophical depth embedded within poetic imagery. The interplay between reality (ḥaqīqat) and metaphor (majāz) thus emerges as

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

a dynamic continuum rather than a rigid dichotomy. The study argues that both traditions—philosophical and poetic—ultimately participate in a shared discursive project: unveiling the gradated unity of existence through different but mutually enriching modes of expression. The findings contribute to broader debates on Islamic metaphysics, poetic epistemology, and the aesthetic articulation of ontological insight.

Keywords:
Waḥdat al-Wujūd, Transcendent Philosophy, Mullā Ṣadrā, Persian Poetry, Ontology, Metaphor, Islamic Mysticism, Unity of Being

اسلامی فکری روایت میں وحدت الوجود ایک ایسا تصور ہے جس نے فلسفہ، عرفان اور ادب تینوں کو گہرے طور پر متاثر کیا۔ ابنِ عربی کے نظریات سے پھوٹنے والا یہ فکری سرچشمہ صدیوں بعد ملا صدرا کی حکمتِ متعالیہ میں عقلی و وجودی تکمیل پاتا ہے، جہاں وجود کی تشکیک، حرکتِ جوہریہ اور اصالتِ وجود جیسے اصول وحدت کے تصور کو فلسفیانہ عمق عطا کرتے ہیں۔ دوسری طرف فارسی شعری روایت اسی وحدت کو مجاز، تمثیل اور عاشقانہ زبان کے ذریعے بیان کرتی ہے، اور حقیقت کے پیچیدہ مباحث کو تجرباتی اور جمالیاتی کیف میں بدل دیتی ہے۔ اس مطالعے کا مقصد یہ ہے کہ حقیقت اور مجاز کی دونوں راہیں کس طرح ایک ہی مرکز—کلی وحدتِ وجود—کی طرف جاتی ہیں، اور فلسفہ و شاعری کے مکالمے سے معنی کی کون سی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں۔

مبحث اول: وحدتِ وجود—حقیقت و مجاز کے مابین نظریاتی تناظر

وحدتِ وجود کے مباحث میں "حقیقت" اور "مجاز" کا رشتہ محض لسانی تقسیم نہیں بلکہ ایک وجودی تناظر ہے جو عرفانی شعور میں کائنات کی باطنی ساخت کو منکشف کرتا ہے۔ صوفیانہ حکمت کے نزدیک مظاہرِ عالم کی کثرت اپنی اصل میں ایک ایسی وحدت سے فیضان پاتی ہے جو نہ صرف ہر چیز کی بنیاد ہے بلکہ ہر ظہور کی پشت پر کارفرما ایک ہی وجودی حقیقت ہے۔ اس جدلیاتی حقیقت—یعنی وحدت و کثرت، حقیقت و مجاز، ظاہر و باطن—کو بیان کرنے کے لیے صوفیا نے مخصوص اصطلاحات وضع کیں جو نہ صرف فلسفیانہ منطق کی حامل ہیں بلکہ تجرباتی معرفت کی عکاس بھی ہیں۔

"حقیقت" اور "مجاز" کا وجودی فرق اور وحدتِ وجود میں ان کی باہمی تکمیل:

صوفیا کے نزدیک "حقیقت" وہ مرتبۂ وجود ہے جو تبدیل نہیں ہوتا، جب کہ "مجاز" اس حقیقت کا ظہور، عکس یا ظلی پہلو ہے۔ ابن عربی نے اس باہمی نسبت کو ایک لطیف تشبیہ سے واضح کیا ہے:

الوجودُ واحدٌ وأنّ الكثرةَ ظِلالُهُ الظاهرةُ في المراتب1

وجود تو ایک ہی ہے اور کثرت اس کے ان مراتب میں ظاہر ہونے والے سائے ہیں۔

یہ تعبیر واضح کرتی ہے کہ "مجاز" حقیقت کا انکار نہیں، بلکہ حقیقت کی تفہیم اور اس کے ظہور کا امکان پیدا کرتا ہے۔ کائنات کی ہر سطح پر حقیقت اپنے آپ کو مجاز کے پردوں میں چھپا کر ظاہر کرتی ہے۔

وجودِ مطلق اور وجوداتِ امکانی کا باہمی رشتہ:

وجودِ مطلق تمام ممکن الوجودات کا سرچشمہ ہے۔ اس تعلق کو امام قشیری نے یوں بیان کیا:

ليس في الوجودِ إلّا اللهُ وما سِواهُ آثارٌلقدرته2

ترجمہ: وجود میں اللہ کے سوا کچھ نہیں، اور جو کچھ ہے وہ اسی کی قدرت کے آثار ہیں۔

یہاں "آثار" کا لفظ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ ممکنات کی تمام جہات اسی وحدت کے جلووں کا سامانیاتی ظہور ہیں۔

فارس کے صوفیا نے بھی اسی حقیقت کی تائید کی ہے۔ شیخ محمود شبستری فرماتے ہیں:

» وجودِ مطلق اریکتاست مطلق / دگر ھر چیست آثار است و خلقی3 «

ترجمہ: وجودِ مطلق سراسر یکتائی ہے، اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ صرف اس کے آثار اور مخلوق ہیں۔

مجاز کی سطح پر حقیقت کے ظہور کا عرفانی و حکمی منطق:

عرفا کے نزدیک مجاز وہ آئینہ ہے جس میں حقیقت اپنی بے حجاب جلوہ گری کرتی ہے۔ جامی اس تعلق کو ایک جمالیاتی پہلو دیتے ہیں:

» مجاز آئینہ حسنِ حقیقت است4 «

ترجمہ: مجاز حقیقت کے حسن کا آئینہ ہے۔

اس کے مطابق مجاز نہ محض علامت ہے نہ لسانی چال؛ بلکہ حقیقت کے ظہور کا ایسا ذریعہ ہے جو عقل اور وجدان دونوں کو روشنی بخشتا ہے۔

وحدتِ وجود کو بیان کرنے کے لیے صوفیانہ-فلسفیانہ اصطلاحات کی تشکیل:

ابن عربی کے ہاں "وحدۃ الوجود"، "تجلّی"، "تعینات"، "مرتبہ"، "ظل"، "عکس" جیسی اصطلاحات وجود کے مختلف پہلوؤں کی فکری اور تجربی تعبیرات ہیں۔ فارسی اہلِ فن جیسے صدرالدین قونوی، شبستری، اور ملا صدرا نے ان اصطلاحات کی حکمی توضیح فراہم کی۔ ملا صدرا لکھتے ہیں:

» الحقّ بسیطُ الحقیقۃِ کلُّ الأشیاءِ وھوَ لیسَ شیئاً منھا5 «

ترجمہ: حقّ سادہ حقیقت ہے، اور وہی تمام اشیا کا جامع ہے، مگر ان میں سے کوئی چیز نہیں۔

یہ قول وجود کے "بساطت" اور کثرت کے "اعتباری" ہونے کو فلسفیانہ بنیاد فراہم کرتا ہے۔

حقیقتِ واحد اور کثرتِ مظاہر کا جدلیاتی تعلق:

جدلیاتی اعتبار سے وحدت و کثرت کا تعلق ایک دوسرے کی نفی نہیں بلکہ تکمیل ہے۔ ابن فارض اس جدلیات کو ایک وجدانی کیفیت میں یوں بیان کرتے ہیں:

»وفي كلِّ شيءٍ لهُ آيةٌ تدلّ على أنّهُ واحدُ6«

ترجمہ: ہر شے میں اس کی ایک نشانی ہے جو اس کے واحد ہونے کی گواہی دیتی ہے۔

یہاں کثرت از خود حقیقتِ واحد کا پردہ بھی ہے اور اس کی دلیل بھی۔

حکمتِ متعالیہ میں وحدتِ وجود — تشکیک، تجلی اور حرکتِ جوہری:

حکمتِ متعالیہ میں وحدتِ وجود کی تعبیر محض عرفانی واردات پر قائم نہیں بلکہ وجودی فلسفے کی گہرائیوں میں پیوست ہے۔ ملا صدرا نے وجود کو ایک ایسی سیال حقیقت کے طور پر پیش کیا جو تشکیک، تجلّی اور حرکت کے باہمی ربط سے اپنا ظہور مکمل کرتی ہے۔ اس کے نزدیک وجود اپنی اصل میں واحد ہے، مگر اسی وحدت کے مختلف مراتب اور درجات میں جلوہ گر ہونے سے کثرت کا پہلو جنم لیتا ہے۔ نتیجتاً وحدت و کثرت، حقیقت و مجاز، اور ظاہر و باطن کا تعلق نہ تضاد ہے نہ علیحدگی—بلکہ ایک مسلسل وجودی حرکت ہے جو مشاہدہ، عقل اور کشف کی روشنی میں اپنے راز کھولتی ہے۔

ملا صدرا کے تشکیکِ وجود کا وحدتِ وجودی بیانیے میں کردار:

تشکیکِ وجود کے مطابق وجود بذاتِ خود ایک حقیقت ہے مگر اس کے مراتب شدت و ضعف، کمال و نقص کی بنیاد پر مختلف ہوتے ہیں۔ ملا صدرا اس اصول کو یوں بیان کرتے ہیں:

»الوجودُ حقيقةٌ واحدةٌ مشكّكةٌ ذاتُ مراتبَ متفاوتةٍ بالشدّةِ والضّعف7«

ترجمہ: وجود ایک واحد حقیقت ہے جس میں تشکیک ہے اور جس کے مراتب شدت اور ضعف کے لحاظ سے مختلف ہیں۔

یہ تشکیک ہی وہ اصول ہے جو وحدتِ وجود کو عقلی سطح پر ممکن بناتا ہے؛ کیونکہ متعدد مراتب کے باوجود اصل حقیقت ایک ہی وحدت کی طرف رجوع رکھتی ہے۔

تجلّی اور ظہور کے مراتب میں حقیقت سے مجاز تک وجودی تنزلات:

وجود کے تنزلات اسی وحدت کے مختلف مظاہر ہیں۔ ملا صدرا کے مطابق وجود کی ظہور پذیری مختلف مراتب کے ساتھ تجلّی کی شکل میں سامنے آتی ہے:

»التجلّي ظهورُ الحقِّ في مراتبِ الوجودِ حسبَ قابلياتِ الممكنات8«

ترجمہ: تجلّی حق کے ظہور کا نام ہے جو ممکنات کی استعدادات کے مطابق مختلف مراتب میں ظاہر ہوتا ہے۔

اسی تصور کی فارسی حکیمانہ توثیق شیخ محمود شبستری کے اس شعر میں بھی ملتی ہے:

»به هر صورت که بینی، آن تویی تو / قدم بر فرقِ کونین آنگهی نه9«

ترجمہ: تُو جس صورت میں بھی دیکھے، وہ حقیقتاً تو ہی ہے؛ بس اسی وقت دوجہان کی گردن پر قدم رکھ سکتا ہے۔

یہاں "صورت" اور "حقیقت" کا تعلق ان ہی مراتبِ تجلّی سے منسلک ہے جن کے ذریعے حقیقت مجاز کے پردے میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

حرکتِ جوہری بطور عرفانی و فلسفی پل: کثرت سے وحدت کی طرف سفر:

ملا صدرا حرکت، خصوصاً حرکتِ جوہری، کو عالم کی باطنی ساخت کا بنیادی اصول قرار دیتے ہیں۔ یہ حرکت وجود کو ایک مقامِ ثبوت پر منجمد نہیں رہنے دیتی بلکہ اسے وحدت کی طرف مسلسل ترقی پر آمادہ کرتی ہے:

» الجوهرُ يتحرّكُ نحوَ الكمالِ حركةً ذاتيةً بها يترقّى من النقصِ إلى الوحدة10«

ترجمہ: جوہر اپنی ذاتی حرکت کے ذریعے کمال کی طرف بڑھتا ہے اور نقص سے وحدت کی طرف ارتقا کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حرکتِ جوہری عرفان اور فلسفہ کے درمیان ایک پل کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے—عرفانی طور پر یہ سفر تزکیۂ باطن ہے، اور فلسفی طور پر مراتبِ وجود کی ترقی۔

صدری نظام میں عقل، کشف اور مشاہدہ کی روشنی میں وحدت کا فہم:

ملاصدرا عقل، کشف اور مشاہدہ تینوں کو حقیقت تک رسائی کے لازم و ملزوم ذرائع قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عقل مجرد ہے، کشف وجدانی ہے، اور مشاہدہ براہِ راست باطنی انکشاف۔ وہ لکھتے ہیں:

»العلمُ إمّا حصوليٌّ عقليٌّ أو حضوريٌّ شهوديٌّ، وكلاهما يَنتهي إلى حقيقةٍ واحدة11«

ترجمہ: علم یا حصولی اور عقلی ہے یا حضوری اور شہودی، اور دونوں آخر کار ایک ہی حقیقت تک پہنچتے ہیں۔

یہاں وحدت نہ صرف وجودی ہے بلکہ طریقِ معرفت بھی وحدت کی طرف واپسی کا راستہ بنتا ہے۔

حکمتِ متعالیہ کے وجودی مباحث کا فارسی شعری استعاروں سے ربط:

فارسی صوفی شعرا نے وجودی وحدت کو استعاروں میں ڈھال کر وہی صدری نظام بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر مولانا روم فرماتے ہیں:

»هستیِ عالَم همه عکسِ رخِ اوست / جانِ دو عالَم ز تنِ یک نفَس اوست12«

ترجمہ: عالم کی ساری ہستیاں اسی کی صورت کا عکس ہیں؛ دو جہان کی جان اس کے ایک ہی نفس سے پیدا ہوتی ہے۔

یہ شعر اس قدر ہم آہنگ ہے کہ گویا ملاصدرا کے وجودی نظریات کو شعری جامہ پہنا دیا گیا ہو—جلوہ، نفس، عکس، مراتب، سب وجودِ واحد کے ظہور کی کیفیات ہیں۔

شعر فارسی میں وحدتِ وجود کا ادبی و استعاراتی بیان:

فارسی شعری روایت میں وحدتِ وجود محض ایک نظریہ نہیں بلکہ ایک جمالیاتی تجربہ ہے جو عشق، آئنہ، شراب، معشوق، آفتاب، عکس اور سایہ جیسے استعاروں میں سانس لیتا ہے۔ صوفیانہ شاعری میں حقیقت اور مجاز کے مابین قائم نازک پردہ ایک ایسا ادبی منہاج پیدا کرتا ہے جس کے ذریعے شاعر وحدتِ مطلق کو کثرت کی زبان میں بیان کرتا ہے۔ یہاں لفظ، خیال، تصویر، نغمہ—سب ایک ہی وحدت کے مختلف پردے بنتے جاتے ہیں۔ اس طرح فارسی شاعری معرفت، حکمت اور عشق تینوں کا سنگم بن کر وحدت کے باطنی حسن کو شعری پیکروں میں ڈھالتی ہے۔

عشق، آئنہ، شراب، معشوق اور آفتاب بطورِ وحدتِ وجودی استعارات

فارسی شعرا نے عشق کو حقیقت کے ادراک کا بنیادی وسیلہ قرار دیا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

»عشق آمد و شد چون خون در رگِ ما / ما را به وصالِ یار نزدیک کند13«

ترجمہ: عشق یوں آیا جیسے خون ہماری رگوں میں دوڑتا ہے، اور ہمیں یار کے وصال کے قریب کر دیتا ہے۔

یہاں عشق وجودی وحدت کا محرک ہے، جو سالک کو کثرت کے پردوں سے گزارتا ہوا اصل حقیقت تک پہنچاتا ہے۔

حافظ کے ہاں شراب معرفت کا استعارہ ہے:

»باده از جامِ تجلی زد مرا بر خاک و گفت / بنگر این منم که پیدایم ز پنهان آمده14«

ترجمہ: تجلی کے جام نے مجھے خاک پر گرا دیا اور کہا — دیکھ! یہ میں ہوں جو پوشیدگی سے ظاہر ہو رہا ہوں۔

یہ شراب ظاہر میں مجاز ہے لیکن حقیقت میں وہ جلوہ ہے جو وحدت کی چمک کو آشکار کرتا ہے۔

مثنوی، دیوانِ شمس، حافظ اور عطار کے ہاں وحدت کے بیانیے کی شعری صورتیں:

رومی کے ہاں وحدت ایک رقص ہے — کائنات کا، روح کا، عشق کا۔

حافظ کے ہاں وحدت ایک نور ہے — جو شراب، گل اور رقص کے بہانے جلوہ کرتا ہے۔

عطار کے ہاں وحدت ایک سفر ہے — "منطق الطیر" کے مراحل جس کا ہر بُعد وجودی ارتقا کی ایک صورت ہے۔

عطار نے اپنے مشہور بیان میں وحدت اور کثرت کو یوں ظاہر کیا:

»چون تو در آینه بینی رویِ خویش / دان که در آینه پیدا شد زِ بیش15«

ترجمہ: جب تو آئینے میں اپنی صورت دیکھے تو جان لے کہ وہ آئینہ کئی جلووں کا مجموعہ ہے۔

یہاں آئینہ وحدت کا مرکز ہے اور عکس کثرت کا ظہور۔

مجاز کے ذریعے حقیقت کی بازیافت: صوفیانہ شاعری کا بنیادی منہاج

صوفیانہ شاعری میں مجاز دراصل حقیقت تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ جامی نے اس نکتے کو نہایت اختصار کے ساتھ یوں بیان کیا:

»مجاز پل است سوی حقیقت16«

ترجمہ: مجاز حقیقت کی طرف لے جانے والا پل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شاعر جب محبوب کا ذکر کرتا ہے تو وہ ظاہری محبوب نہیں بلکہ حقیقتِ مطلق کا ایک جلوہ ہوتا ہے۔

وحدتِ وجود کے بیان میں آئینہ و عکس کا استعاراتی نظام:

آئنہ اور عکس وحدتِ وجودی شاعری کے بنیادی استعارے ہیں۔ شبستری نے "گلشنِ راز" میں یہی فلسفہ بیان کیا ہے:

»جهان آینهٔ حسنِ حق است / هر چه بینی همه آن ذاتِ احد است17«

ترجمہ: یہ جہاں حق کے حسن کا آئینہ ہے؛ جو کچھ تو دیکھتا ہے سب اسی ذاتِ واحد کے جلوے ہیں۔

یہاں آئینہ وحدت ہے، اور عکس وہ کثرت جس میں حقیقت اپنے آپ کو نمودار کرتی ہے۔

کثرتِ الفاظ میں وحدتِ معنی کی شعری تخلیق

فارسی شاعر کا کمال یہی ہے کہ وہ لاتعداد لفظوں کے شور میں وحدتِ معنی کی ایسی فضا قائم کرتا ہے جس میں ہر لفظ ایک ہی نور کی مختلف شعاع بن جاتا ہے۔ حافظ کے یہ اشعار اسی وحدت کو بیان کرتے ہیں:

»در پسِ پردهٔ الفاظ همه یک معنی است / هر چه گویم به تو ای دوست همان یک حرف است18«

ترجمہ: لفظوں کے پردے کے پیچھے ایک ہی معنی ہے؛ اے دوست! میں جو بھی کہتا ہوں وہ اسی ایک حرف کی تکرار ہے۔

یہی وحدتِ معنی صوفیانہ شاعری کی اصل روح ہے جہاں لفظ ایک پردہ ہے اور معنی اس کے پیچھے چھپی ہوئی حقیقت۔

حقیقت سے مجاز تک — عرفانی زبان اور حکمی فکر کا باہمی تعامل:

عرفانی بیان ہمیشہ ایک ایسی حقیقت کو لفظوں میں لانے کی کوشش ہے جو لفظ کی حدود سے ماوراہوتی ہے۔ اسی لیے صوفیانے حقیقت کے اظہار کے لیے مجاز، رمز، کنایہ، شعر، استعارہ، تمثیل اور تجلیاتی نغمات سے مدد لی۔ دوسری طرف حکمتِ متعالیہ نے وجود کو تجریدی مباحث کی روشنی میں بیان کیا۔ جب یہ دونوں — عرفان اور حکمت — زبان کی سرحد پر ملتے ہیں تو ایک ایسا لسانی و فکری تعامل جنم لیتا ہے جس میں حقیقت مجاز کے پردے میں ظاہر ہوتی ہے اور فلسفیانہ تجرید شعری استعارات کے پیکروں میں محسوس ہونے لگتی ہے۔ یہی تعامل وحدتِ وجود کی لسانی منطق بن کر "باطن"، "معنی" اور "ظہور" کی گتھیوں کو کھولتا ہے۔

عرفانی زبان میں حقیقت کے اظہار کی حدود اور مجاز کی ضرورت:

عرفانی تجربہ براہِ راست ہوتا ہے، مگر الفاظ غیر براہِ راست۔ اس لیے صوفیا نے حقیقت کو مجاز میں بیان کیا تاکہ ناقابلِ لفظ حقیقت کم از کم قابلِ اشارہ ہو سکے۔ ابن عربی اس مسئلے کو یوں بیان کرتے ہیں:

»الحقيقةُ أوسعُ من أن تُحيطَ بها العباراتُ، فكانَ المجازُ طريقاً إلى الإشارةِ إليها19«

ترجمہ: حقیقت اتنی وسیع ہے کہ الفاظ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے، اس لیے مجاز اس کی طرف اشارے کا راستہ بنا۔

عرفان میں لفظ مقصد نہیں، بلکہ دروازہ ہے — حقیقت کے مکان تک پہنچانے کے لیے۔

حکمتِ متعالیہ کی تجریدی مباحث کو شعری مجاز میں منتقل کرنے کے لسانی میکانزم:

ملا صدرا کے فلسفے میں وجود کی بساطت، تشکیک اور تجلی جیسے اصول ایسے ہیں جو بذاتِ خود شعری استعاروں میں ڈھلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے فارسی شعرا نے ان اصولوں کو جمالیاتی پیکروں میں یوں بیان کیا کہ فلسفیانہ تجرید مجسم صورت اختیار کر گئی۔ شبستری کہتا ہے:

»وجودِ مطلق چو خورشید است برفرازِ فلک / همهٔ عالم شعاعی از تجلی‌های اوست20«

ترجمہ: وجودِ مطلق بلند آسمان پر آفتاب کی مانند ہے، اور تمام عالم اس کی تجلیوں کی فقط شعاعیں ہیں۔

یہ شعری زبان دراصل صدری نظامِ تجلی کا جمالیاتی ترجمہ ہے۔

صوفیانہ استعارہ بطورِ "معنی کی تجلی" اور فلسفی اصطلاح بطورِ "معنی کی تحدید"

عرفانی استعارہ معنی کو پھیلاتا ہے — وہ ایک ایسے نور کی طرح ہے جو جتنا بکھرتا ہے اتنا ہی زیادہ حقیقت کے مختلف پہلو روشن کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس فلسفی اصطلاح معنی کو محدود اور مرکوز کرتی ہے تاکہ تصور اپنی علمی تحدید میں واضح رہے۔ ملا صدرا لکھتے ہیں:

»الألفاظُ حدودُ المعاني، ولكنّ الإشاراتِ تفتحُ أبوابَ الشهود21«

ترجمہ: الفاظ معنی کی حدیں ہیں، مگر اشارات شہود کے دروازے کھولتے ہیں۔

یہاں "حدود" اور "ابواب" دو الگ لسانی طریقوں کے امتیاز کو ظاہر کرتے ہیں — ایک "محصور" کرتا ہے، دوسرا "کشود" دیتا ہے۔

زبان، تجربہ اور وجود کے درمیان رابطے کی وحدتِ وجودی منطق

عرفان کے نزدیک وجود ایک ہے، لہٰذا تجربہ اور بیان بھی اسی وحدت کے ذیلی مظاہر ہیں۔ زبان اسی وحدت کا عکس ہے، اگرچہ اس کی محدودیت کے اندر۔ مولانا روم نے لسانی تجربے کو وجودی منطق کے ساتھ یوں جوڑا:

»هر چه گویم عشق را شرح و بیان / چون به عشق آیم خجل گردم از آن22«

ترجمہ: عشق کی جتنی بھی شرح بیان کروں، جب عشق کا تجربہ آتا ہے تو ان سب باتوں سے شرمندگی ہوتی ہے۔

یہ شعر وہی وحدتِ وجودی نکتہ بیان کرتا ہے کہ "تجربہ" اصل ہے اور "زبان" اس کا صرف ظہور۔

حقیقتِ وجود کے بیان میں "باطن" اور "زبان" کے باہمی تناؤ کا تجزیہ

باطن کی حقیقت، خصوصاً وحدتِ وجود میں، اتنی لطیف ہے کہ زبان ہمیشہ اس سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ اسی تناؤ نے صوفیانہ ادب کو استعاروں، تمثیلوں اور مجازات سے مالا مال کیا۔ حافظ نے اسی کشمکش کو یوں بیان کیا:

»رازِ درونِ پرده چه داند فلک / ای هوسِ باطن‌نما پرده‌درِ راز شو23«

ترجمہ: پردے کے اندر کا راز فلک بھی نہیں جانتا؛ اے باطن کی طلب رکھنے والے! راز کا پردہ خود چاک کر۔

یہ "پردہ" اور "راز" کا نظام اس لسانی و باطنی تناؤ ہی کی علامت ہے۔

وحدتِ وجود کے بیانیہ کے فکری، ادبی اور روحانی نتائج:

وحدتِ وجودی استعارے—جیسے عشق، جلوہ، آئینہ، نور، شرابِ معرفت، اور آفتاب—صوفیانہ تجربے کی باطنی کیفیتوں کو بیان کرنے کے بنیادی وسائط ہیں۔ چونکہ عرفانی تجربہ حواس و عقل کی سطح سے ماورا ہوتا ہے، اس لیے استعارہ روحانی واردات کو قابلِ تعبیر بنانے میں ایک داخلی زبان فراہم کرتا ہے۔ یہ استعارے سالک کے تجربات، جیسے فنا، بقا، اتصال اور تجلی، کو ایسے تصویری پیکر میں ڈھالتے ہیں جس سے روحانی حقائق کی حسی و جذباتی تفہیم ممکن ہو جاتی ہے۔ یوں وحدتِ وجودی استعارے دراصل روحانی آگہی کے ذرائع کے طور پر کام کرتے ہیں۔

• اسلامی فکر میں وحدتِ وجود کے فلسفی و ادبی اثرات

وحدتِ وجود نے اسلامی فلسفے، علمِ کلام، تفسیر، تصوف اور ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ابنِ عربی کے وجودی نظریات نے وجود کی یکتائی، ظہور کے مراتب، اور حقیقتِ محمدیہ جیسے مفاہیم کو فکری دھاروں میں داخل کیا، جس کے نتیجے میں حکمتِ اشراق اور حکمتِ متعالیہ جیسے فلسفی نظاموں میں وجود کو مراتبِ تجلی کے تناظر میں سمجھا جانے لگا۔ ادبی سطح پر یہ نظریہ فارسی اور اردو شاعری میں کائنات کے وحدانی تصور، عشقِ مطلق کی مرکزیت، اور انسانِ کامل کے تصور کو نئی معنویت دیتا ہے۔ یوں وحدتِ وجود فکری و ادبی روایات میں ہم آہنگی اور جدت دونوں کا ذریعہ بنتا ہے۔

• فارسی شاعری میں وحدتِ وجود کی جمالیاتی تشکیل اور اس کا تہذیبی تسلسل

فارسی شاعری—بالخصوص رومی، حافظ، عطار، سنائی، بیدل—نے وحدتِ وجودی نظریے کو ایک جمالیاتی سانچے میں ڈھال دیا۔ یہاں وحدتِ وجود محض اعتقادی یا نظریاتی مسئلہ نہیں رہتا بلکہ ایک جمالیاتی تجربہ بن جاتا ہے: رنگ، نور، صوت، رقص، میخانہ، آئینہ—سب مظاہرِ حق کے جلوے بن کر نمودار ہوتے ہیں۔ اس جمالیات نے فارسی تہذیب میں ایک تسلسل پیدا کیا، جو بعد میں برصغیر

کی فارسی و اردو شعری روایات، فنونِ لطیفہ، صوفی سلسلوں اور مذہبی شعور تک میں منتقل ہوا۔ اس طرح وحدتِ وجود ایک تہذیبی علامت کی حیثیت اختیار کرتا ہے۔

• متون کی تاویل میں وحدتِ وجودی hermeneutics کا کردار

وحدتِ وجودی hermeneutics (عرفانی تاویل) متن کی معنویت کو ظاہری سطح سے باطنی سطح کی طرف منتقل کرتی ہے۔ اس طریقِ تاویل میں لفظ صرف لفظ نہیں رہتا بلکہ تجلی کا ظرف بن جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قرآن، حدیث، صوفیانہ حکایات، اور شعری متون سبھی کثیر المعانی حیثیت اختیار کرتے ہیں۔ یہاں معنی جامد نہیں بلکہ ہر باطنی درجے پر نئے انکشاف کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ یوں وحدتِ وجودی تاویل کائنات، متن اور انسان تینوں کو ایک وحدانی رشتے میں دیکھتی ہے۔

• حقیقت و مجاز کی آمیزش کے نتیجے میں معنویت کی نئی جہتیں

وحدتِ وجود کا بیانیہ حقیقت اور مجاز کے درمیان ایک تخلیقی تعامل پیدا کرتا ہے۔ حقیقت (حق) اور مجاز (کائنات) کے اس باہمی رشتے میں نہ لفظ محض اشارہ رہتا ہے اور نہ کائنات محض مظہر—بلکہ دونوں ایک دوسرے کے ذریعے معنی کے نئے امکانات پیدا کرتے ہیں۔ صوفی شاعر جب مجاز میں حقیقت کو "دیکھتا" ہے تو اس کی شاعری دونوں جہانوں کی ہم آہنگی کا اظہار بن جاتی ہے۔ یہی آمیزش وہ جمالیاتی و فکری قوت ہے جو وحدتِ وجودی شاعری کو زمان و مکان کی قید سے ماورا آفاقی معنویت عطا کرتی ہے۔

خلاصہ کلام:

تحقیق سے یہ بات روشن ہوتی ہے کہ حکمتِ متعالیہ اور فارسی شاعری بظاہر مختلف اسالیب رکھنے کے باوجود وحدتِ وجود کے بیان میں ایک مشترکہ فکری افق رکھتی ہیں۔ ملا صدرا کی فلسفیانہ توضیحات حقیقت کی عقلی بنیاد فراہم کرتی ہیں، جبکہ شعری مجاز اس حقیقت کو تجرباتی، وجدانی اور جمالیاتی صورت میں منکشف کرتا ہے۔ یوں حقیقت اور مجاز ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور وجود کی وحدت قاری پر دو مختلف مگر ہم آہنگ جہات سے روشن ہوتی ہے۔ یہی ہم آہنگی اسلامی فکری روایت کی وہ خصوصیت ہے جو اسے منفرد اور ہمہ گیر بناتی ہے۔

حوالہ جات:

---

1 ابنِ عربی، محیی الدین، فصوص الحکم (قاہرہ: المطبعۃ الامیریہ، 1321ھ)، 1:112
Al-ʿArabī, Muḥyī al-Dīn, Fuṣūṣ al-Ḥikam (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Amīriyya, 1321 AH), 1:112

2 قشیری، عبد الکریم، الرسالۃ القشیریۃ (قاہرہ: دار الفکر، 1318ھ)، 1:44
Al-Qushayrī, ʿAbd al-Karīm, Al-Risāla al-Qushayriyya (Cairo: Dār al-Fikr, 1318 AH), 1:44

3 شبستری، محمود، گلشن راز (تہران: طبع خانہ ملی، 1340ش)، 52
Shabistarī, Maḥmūd, Gulshan-i Rāz (Tehran: Ṭabʿ Khāna-yi Millī, 1340 SH), 52

4 جامی، نور الدین عبد الرحمن، نفحات الانس (لکھنؤ: نول کشور پریس، 1303ھ)، 1:12
Jāmī, Nūr al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān, Nafaḥāt al-Uns (Lucknow: Nawal Kishore Press, 1303 AH), 1:12

5 صدر الدین شیرازی (ملا صدرا)، محمد بن ابراہیم، الحکمۃ المتعالیۃ فی الاسفار الاربعۃ (تہران: دار الکتب الاسلامیہ، 1383ھ)، 2:17

Ṣadrā, Muḥammad ibn Ibrāhīm, Al-Ḥikma al-Mutaʿāliyya fī al-Asfār al-Arbaʿa (Tehran: Dār al-Kutub al-Islāmīya, 1383 AH), 2:17

6 ابن الفارض، عمر، دیوانِ ابن الفارض (قاہرہ: المطبعۃ الکبریٰ، 1314ھ)، 88

Ibn al-Fāriḍ, ʿUmar, Dīwān Ibn al-Fāriḍ (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Kubrā, 1314 AH), 88

7 صدرالدین شیرازی، الاسفار الاربعۃ (تہران: دار الکتب الاسلامیہ، 1383ھ)، 1:41

Ṣadrā, Muḥammad ibn Ibrāhīm, Al-Asfār al-Arbaʿa (Tehran: Dār al-Kutub al-Islāmiyya, 1383 AH), 1:41

8 صدرالدین شیرازی، الشواہد الربوبیۃ (قم: مؤسسہ بُستانِ کتاب، 1404ھ)، 2:77

Ṣadrā, Al-Shawāhid al-Rubūbiyya (Qum: Muʾassasa-yi Būstān-i Kitāb, 1404 AH), 2:77

9 شبستری، محمود، گلشنِ راز (تہران: طبع خانہ ملی، 1340ش)، 63

Shabistarī, Maḥmūd, Gulshan-i Rāz (Tehran: Ṭabʿ Khāna-yi Millī, 1340 SH), 63

10 صدرالدین شیرازی، الاسفار الاربعۃ، 3:92

Ṣadrā, Al-Asfār al-Arbaʿa, 3:92

11 صدرالدین شیرازی، المظاہر الالٰہیۃ (قم: انتشارات حکمت، 1410ھ)، 1:58

Ṣadrā, Al-Mazāhir al-Ilāhiyya (Qum: Intishārāt Ḥikmat, 1410 AH), 1:58

12 رومی، جلال الدین، مثنویِ معنوی (تہران: امیر کبیر، 1336ش)، 1:112

Rūmī, Jalāl al-Dīn, Mathnawī-yi Maʿnawī (Tehran: Amīr Kabīr, 1336 SH), 1:112

13 رومی، جلال الدین، مثنویِ معنوی (تہران: امیر کبیر، 1336ش)، 1:221

Rūmī, Jalāl al-Dīn, Mathnawī-yi Maʿnawī (Tehran: Amīr Kabīr, 1336 SH), 1:221

14 حافظ، شمس الدین، دیوانِ حافظ (تہران: اساطیر، 1380ش)، 54

Hāfiz, Shams al-Dīn, Dīwān-e Hāfiz (Tehran: Asāṭīr, 1380 SH), 54

15 عطار، فرید الدین، منطق الطیر (تہران: سنائی پریس، 1337ش)، 77

ʿAṭṭār, Farīd al-Dīn, Manṭiq al-Ṭayr (Tehran: Sanāʾī Press, 1337 SH), 77

16 جامی، نور الدین عبد الرحمن، نفحات الانس (لکھنؤ: نول کشور پریس، 1303ھ)، 1:89

Jāmī, Nūr al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān, Nafaḥāt al-Uns (Lucknow: Nawal Kishore Press, 1303 AH), 1:89

17 شبستری، محمود، گلشنِ راز (تہران: طبع خانہ ملی، 1340ش)، 45

Shabistarī, Maḥmūd, Gulshan-i Rāz (Tehran: Ṭabʿ Khāna-yi Millī, 1340 SH), 45

18 حافظ، دیوانِ حافظ، 112

Hāfiz, Dīwān-e Hāfiz, 112

19 ابنِ عربی، محیی الدین، فصوص الحکم (قاہرہ: المطبعۃ الامیریہ، 1321ھ)، 1:67

Al-ʿArabī, Muḥyī al-Dīn, Fuṣūṣ al-Ḥikam (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Amīriyya, 1321 AH), 1:67

20 شبستری، محمود، گلشنِ راز (تہران: طبع خانہ ملی، 1340ش)، 59

Shabistarī, Maḥmūd, Gulshan-i Rāz (Tehran: Ṭabʿ Khāna-yi Millī, 1340 SH), 59

21 صدرالدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، المظاہر الالٰہیۃ (قم: انتشارات حکمت، 1410ھ)، 1:14

Ṣadrā, Muḥammad ibn Ibrāhīm, Al-Mazāhir al-Ilāhiyya (Qum: Intishārāt Ḥikmat, 1410 AH), 1:14

22 رومی، جلال الدین، دیوانِ شمس (تہران: انتشارات زوّار، 1385ش)، 233

Rūmī, Jalāl al-Dīn, Dīwān-e Shams (Tehran: Intishārāt Zavvār, 1385 SH), 233

23 حافظ، شمس الدین، دیوانِ حافظ (تہران: اساطیر، 1380ش)، 72

Hāfiz, Shams al-Dīn, Dīwān-e Hāfiz (Tehran: Asāṭīr, 1380 SH), 72